اسلامیات (لازمی)	انٹر (پارٹ-I)	پرچہ I: (انشائیہ طرز)
وقت: 1 گھنٹہ 45 منٹ	2019ء (پہلا گروپ)	کل نمبر: 40

(حصہ اوّل)

-2 کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) اللہ تعالیٰ کی چار صفات بیان کیجیے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کی چار صفات درجِ ذیل ہیں:

1- وہ اللہ ایک ہے۔ 2- وہ بے نیاز ہے۔

3- وہ خالق ہے۔ 4- وہ رازق ہے۔

(ii) عقیدۂ آخرت کے حوالے سے بہادری کی وضاحت کیجیے۔

جواب: ہمیشہ کے لیے مٹ جانے کا ڈر انسان کو بزدل بنا دیتا ہے، مگر جب دل میں یہ یقین موجود ہو کہ اس دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور پائیدار اور دائمی زندگی آخرت کی ہے تو انسان نڈر ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے سے بھی نہیں کتراتا۔ وہ جانتا ہے کہ راہِ حق میں جان کا نذرانہ پیش کر دینے سے ہمیشہ کے لیے فنا نہیں ہو جائے گا، بلکہ آخرت کی کامیاب اور پُر مسرت زندگی حاصل کرے گا۔ چنانچہ عقیدۂ آخرت مومن میں بہادری اور سرفروشی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

(iii) شرک کی مذمت میں آیتِ قرآنی اور اس کا ترجمہ لکھیے۔

جواب: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ (النساء: 48)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ (یہ بات) معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے لیکن اس کے علاوہ وہ جس کسی کو بھی چاہے گا بخش دے گا۔"

(iv) انبیاؑ کی اطاعت ضروری ہوتی ہے' آیتِ قرآنی کے حوالے سے وضاحت کیجیے۔

جواب: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ (النساء: 64)

"اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لیے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے۔"

نبی اللہ کا راستہ دکھاتا ہے۔ اس لیے اس کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہوتی ہے' اس طرح پیغمبر کتاب اللہ کا شارح ہوتا ہے۔ اُمت کا معلم اور مربی ہوتا ہے۔ اس لیے انبیا کی اطاعت ضروری ہوتی ہے۔

(v) ایثار کے بارے میں قرآنی آیت کا مفہوم لکھیے۔

جواب: اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ۔ یعنی اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں' چاہے خود کس قدر محتاج ہوں۔

(vi) غیبت کے چار نقصانات تحریر کیجیے۔

جواب: غیبت کے چار نقصانات درجِ ذیل ہیں:

1- غیبت سے باہمی نفرت کو ہوا ملتی ہے۔

2- غیبت سے دشمنی کے جذبات بھڑکتے ہیں۔

3- غیبت معاشرتی سکون برباد کر دیتی ہے۔

4- جس کی غیبت کی جاتی ہے وہ شخص عیب کی تشہیر کے باعث اور ڈھیٹ ہو جاتا ہے۔

(vii) زائرینِ خانہ کعبہ کی دو کیفیات لکھیے۔

جواب: زائرینِ خانہ کعبہ کی دو کیفیات درجِ ذیل ہیں:

1- میدانِ عرفات کے قیام میں زائرین کو وہ بشارت یاد آتی ہے' جس میں اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کی صورت میں مسلمانوں پر اپنی نعمت کی تکمیل کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے مبارک خطبہ کی بے مثال ہدایات یاد آتی ہیں۔ مزید یہ حکم یاد آتا ہے کہ

میرے بعد گمراہی سے بچنے کے لیے قرآن اور حدیث کو مضبوطی سے تھامے رہنا۔

2- قربانی کرتے وقت حضرت ابراہیمؑ کی بے نظیر قربانیاں یاد آتی ہیں۔ وہ سوچتا ہے جملہ قربانیوں کے مقابلے میں نفس کی چھوٹی موٹی خواہشات کی قربانی کی حقیقت ہی کیا ہے۔

میرا تو مرنا جینا بھی اللہ ہی کے لیے ہے۔

(viii) جہاد کی دو اقسام تحریر کیجیے۔

جواب: جہاد کی دو اقسام درجِ ذیل ہیں:

1- جہاد بالمال 2- جہاد بالعلم

(ix) دہشت گردی سے بچنے کے لیے کوئی سے دو اقدامات لکھیے۔

جواب: دہشت گردی سے بچنے کے لیے دو اقدامات درجِ ذیل ہیں:

1- تعلیم کو عام کیا جائے اور لوگوں میں شعور اُجاگر کیا جائے۔

2- بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری کو ختم کیا جائے تا کہ نوجوان طبقہ دہشت گردی سے دور رہے۔

3- کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) صبر کے لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیے۔

جواب: صبر کے لغوی معنی روکنے اور برداشت کرنے کے ہیں جبکہ اصطلاح میں اللہ کی رضا کی خاطر اپنے نفس کو خوف اور گھبراہٹ سے روکنا اور مصائب اور تکالیف کو برداشت کرنا صبر کہلاتا ہے۔

(ii) شعبِ ابی طالب کی وجہِ شہرت بیان کیجیے۔

جواب: شعبِ ابی طالب کی وجہِ شہرت یہ ہے کہ جب تمام قبائل عرب نے بنو ہاشم کا معاشرتی مقاطعہ کیا تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بنو ہاشم کے ساتھ تین سال تک اس گھاٹی (شعبِ ابی طالب) میں محصور رہے اور نہایت صبر و ضبط اور پامردی و استقامت سے حالات کا مقابلہ کیا۔

(iii) حضرت محمد ﷺ کے نزدیک عورت کی تین اہم حیثیتیں کون سی ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے نزدیک عورت کی تین اہم حیثیتیں: ماں، بیٹی اور بیوی کی ہیں۔

(iv) سرکاری طور پر کس خلیفہ نے تدوینِ حدیث کا حکم جاری کیا تھا؟ وجہ تحریر کیجیے۔

جواب: سرکاری طور پر خلیفہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے تدوینِ حدیث کا حکم جاری کیا، کیونکہ متبرک صحابہؓ سے دنیا خالی ہو رہی تھی۔ آپؒ کو اندیشہ ہوا کہ ان حفاظ اہلِ علم کے اُٹھ جانے سے کہیں علوم حدیث نہ اُٹھ جائیں۔

(v) چار اسماء قرآن تحریر کیجیے۔

جواب: قرآن مجید کے چار نام درج ذیل ہیں:

1- الکتاب　　2- الذکر

3- الفرقان　　4- البیان

(vi) خطبہ حجۃ الوداع کے چار اہم نکات بیان کیجیے۔

جواب: میدانِ عرفات میں آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو نہایت ضروری احکام اور نصیحتوں پر مشتمل تھا۔ اس کے چار اہم نکات درج ذیل ہیں:

1- دینِ اسلام کی تکمیل　　2- کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید

3- مساوات کا درس　　4- جان و مال اور آبرو کی حفاظت

(vii) امام بخاریؒ کا پورا نام اور سنِ وفات لکھیے۔

جواب: امام بخاری کا پورا نام امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ تھا اور آپؒ نے 256 ہجری میں وفات پائی۔

(viii) آیت کا ترجمہ کیجیے: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط

جواب: ترجمہ:

بے شک اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

(ix) حدیث کا ترجمہ کیجیے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ۔

جواب: ترجمہ: ''مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(حصہ دوم)

نوٹ: مندرجہ ذیل سوالات میں سے صرف دو (2) کے جوابات لکھیے۔

سوال: 4- اسلام کے بنیادی عقائد کون سے ہیں؟ کسی دو پر نوٹ لکھیے۔ (8)

جواب: لفظ عقیدہ عقد سے بنا ہے، جس کے معنی ہیں باندھنا اور گرہ لگانا۔ انسان کے پختہ اور اٹل نظریات کو عقائد کہا جاتا ہے۔ توحید، رسالت، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور آخرت پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد ہیں۔

1- توحید

اسلامی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ توحید ہے۔ توحید کے لغوی معنی واحد و یکتا ماننا ہے جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ سب سے برتر و اعلیٰ اور ساری کائنات کی خالق و مالک ہستی کے واحد و یکتا ہونے پر ایمان لانا اور صرف اسی کو عبادت کے لائق سمجھنا۔

وجودِ باری تعالیٰ:

جب بھی ہم کسی بنی ہوئی چیز کو دیکھتے ہیں تو ہمارا ذہن اس کو بنانے والے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مکان کو دیکھیں تو معمار کا تصور آ جاتا ہے۔ گھڑی کو دیکھیں تو گھڑی ساز کا تصور آ جاتا ہے۔ اسی طرح جب کائنات پر غور کیا جائے تو ضرور اس کے بنانے والے کا خیال بھی آئے گا، کیونکہ کوئی صحیح ذہن اس بات کا تصور نہیں کر سکتا کہ اتنا بڑا منظم و مربوط جہان کسی بنانے والے کے

بغیر خود بخود بن گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ (ابراہیم: 10)

ترجمہ: کیا اللّٰہ میں شبہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین۔

کائنات پر جب گہری نظر ڈالی جائے تو اس میں ایک نظم وضبط نظر آئے گا۔ کہیں بے ترتیبی نہیں ملے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "(وہی اللّٰہ ہے) جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کر دیے تو (خدائے) رحمٰن کی صنعت میں کوئی فتور نہ دیکھے گا۔ تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے کہیں تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ۔ لوٹ آئے گی تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر، تھک کر۔"

سورج اپنے مدار میں گردش کر رہا ہے اور چاند اپنے مدار میں۔ سورج چاند کے مدار میں نہیں جاتا اور چاند سورج کی طرف نہیں بڑھتا۔ اسی طرح ایک خاص وقت تک رات رہتی ہے اور ایک خاص وقت تک دن۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ (القمر: 49)

ترجمہ: ہم نے ہر چیز کو (ایک خاص) اندازے سے پیدا کیا ہے۔

کائنات کا یہ نظم وضبط اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ایسی اعلیٰ و برتر ذات موجود ہے، جس نے کائنات میں یہ خوب صورت نظام پیدا فرمایا ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ۙ
(آلِ عمران: 190)

ترجمہ: "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے ادل بدل میں اہلِ عقل کے لیے (بڑی) نشانیاں ہیں۔"

صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ ؕ (النمل: 88)

ترجمہ: یہ کاریگری اللّٰہ ہی کی ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝

(الطور: 35-36)

ترجمہ: کیا یہ لوگ بغیر کسی کے (پیدا کیے) پیدا ہوگئے ہیں۔ یا یہ کہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر لیا ہے؟ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔

جس طرح زمین و آسمان اور ساری کائنات وجودِ باری تعالیٰ کی گواہی دیتی ہے اسی طرح انسان کی فطرت کی آواز بھی یہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ (الروم: 30)

ترجمہ: اللّٰہ کی اس فطرت (کا اتباع کرو) جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

کائنات کو بنانے والی یہ اعلیٰ و برتر ہستی صرف ایک ہی ہے۔ انسان کو صحیح سوچ اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے، کیونکہ اگر ایک سے زیادہ اللّٰہ ہوتے تو ان کے باہمی تصادم کی وجہ سے کائنات کا یہ نظام ایک لمحہ کے لیے بھی قائم نہ رہ سکتا، لیکن کائنات تو اپنی مربوط و منظم شکل میں موجود ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ معبودِ برحق صرف ایک ہی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (الانبیاء: 22)

ترجمہ: اگر ان دونوں (یعنی زمین و آسمان) میں علاوہ اللّٰہ کے کوئی معبود ہوتا تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔

ذات وصفاتِ باری تعالیٰ:

عقیدۂ توحید کی تفصیل یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں بھی اور صفات میں بھی اور صفات کے تقاضوں میں بھی یکتا تسلیم کیا جائے۔ ذات کی یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات اور حقیقت میں کوئی دوسرا فرد حصہ دار نہیں، لہٰذا نہ اس کی کوئی برابری کر سکتا ہے، اور نہ اس کا کوئی باپ یا

اولاد ہے، کیونکہ باپ اور اولاد کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی حقیقت میں کوئی شریک نہیں تو نہ اللہ تعالیٰ کسی کا بیٹا، بیٹی ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا، بیٹی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

(الاخلاص: 1-4)

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

صفاتِ باری تعالیٰ کی یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی صفاتِ کاملہ کا مالک ہے، جو کسی اور فرد میں موجود نہیں۔ وہ اپنے علم و قدرت، ارادہ، سمع، بصر، ہر صفت میں یکتا اور بے مثل ہے۔ صفات کے تقاضوں میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو پیدا کیا، وہی سب کا مالک اور رازق ہے۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ وہی سب کچھ دینے والا ہے، لہٰذا تمام مخلوق پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک اور قدیر و علیم پروردگار کی عبادت و بندگی بجا لائیں۔ اور کسی دوسرے کو اس کا شریک نہ بنائیں اور اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں۔

2- آسمانی کتابیں

آسمانی کتابوں پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اس سے مراد وہ الہامی کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیا کرامؑ پر نازل ہوئیں۔ ان کتابوں پر ایمان لانا لازم ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ (البقرہ: 4)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تیری طرف اور اس پر کہ جو کچھ نازل ہوا تجھ سے پہلے۔

آسمانی کتابیں بہت سی ہیں، لیکن چار بہت مشہور ہیں:

1- توراۃ/توریت جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی۔

2- زبور جو حضرت داؤدؑ پر نازل ہوئی۔

3- انجیل جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔

4- قرآنِ مجید جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر نازل ہوئی۔

ان کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت آدمؑ اور دوسرے انبیا کے صحیفے بھی تھے۔ ان تمام کتابوں میں دین کی بنیادی باتیں مشترک تھیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی صفاتِ کاملہ، اللہ تعالیٰ کی عبادت، رسالت پر ایمان، یومِ آخرت پر ایمان اور اعمال کی جزا و سزا۔ چونکہ ہر دور میں وقت کے تقاضے مختلف ہوتے ہیں، اس لیے شریعت کے تفصیلی قوانین ان کتابوں میں جدا جدا تھے۔ بعد میں آنے والی کتابوں میں پہلی کتابوں کے تفصیلی قوانین کو منسوخ کر دیا گیا۔ اسی طرح قرآن نے، جو کہ سب کتابوں کے بعد نازل ہوا، پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا اور اب صرف قرآن کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کرنا لازم ہے، پہلی کتابوں کے بتائے ہوئے قوانین پر نہیں۔ پہلی کتابوں پر ایمان لانے کا اب مطلب یہ ہے کہ وہ بھی سچی کتابیں تھیں اور ان کے بیان کردہ قوانین پر ان کے زمانے میں عمل کرنا ضروری تھا، مگر اب صرف قرآنی ہدایات پر عمل کیا جائے گا۔

سوال :5- زکوٰۃ کے فوائد لکھیے۔ نیز مصارفِ زکوٰۃ بھی تحریر کیجیے۔ **(8)**

جواب : معاشی فوائد:

چونکہ سودی نظامِ معیشت میں محنت کے مقابلے میں سرمایہ کی افادیت کہیں زیادہ ہے، اس لیے محنت کش اور کارکن طبقہ مسلسل غریب سے غریب تر ہوتا چلا جاتا ہے، اور سرمایہ دار مختلف طریقوں سے اس کی دولت ہتھیاتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح معاشی نظام مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ زکوٰۃ اس صورتِ حال کا بہترین حل ہے۔ اس نظام کے ذریعے دولت کا ایک دھارا امیر طبقے سے غریب طبقے کی جانب بھی مڑ جاتا ہے، جس سے غریب کی معاشی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ اس

حقیقت کو قرآنِ حکیم ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

ترجمہ: ''مٹاتا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے صدقات کو۔''

ادائیگی زکوٰۃ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ کے ذریعے پیدا ہونے والی کمی کو پورا کرنے کے لیے صاحبِ مال اپنی دولت کسی نہ کسی منفعت بخش کاروبار میں لگانے پر مجبور ہو جاتا ہے' جس سے سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے۔ چونکہ زکوٰۃ کی شرح صرف اڑھائی فیصد ہے' لہٰذا صاحبِ مال یہ رقم دیگر قسم کے بھاری ٹیکسوں کے مقابلے میں خوش دلی اور دیانت داری سے ادا کرتا ہے۔ اور اپنا سرمایہ پوری آزادی سے کاروبار میں لگاتا ہے جبکہ بھاری ٹیکسوں کی ادائیگی کے خوف سے سرمایہ چھپانے کا رجحان بڑھتا ہے' جس سے ملکی معیشت کمزور ہو جاتی ہے۔

معاشرتی فوائد:

معاشرے میں دولت کی وہی حیثیت ہوتی ہے' جو انسانی جسم میں خون کی۔ اگر یہ سارا خون دل (یعنی مالدار طبقے) میں جمع ہو جائے تو پورے اعضائے جسم (یعنی عوام) کو مفلوج کر دینے کے ساتھ ساتھ خود دل کے لیے بھی مضر ثابت ہوگا۔ اگر ایک طرف مفلس طبقہ' ناداری کے مصائب سے دوچار ہوگا تو دوسری طرف صاحبِ ثروت طبقہ دولت کی فراوانی سے پیدا ہونے والے اخلاقی امراض (مثلاً عیاشی' آرام کوشی اور فکرِ آخرت سے غفلت) کا شکار ہو جائے گا۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں ان دونوں طبقوں میں حسد اور حقارت کے علاوہ کوئی اور رشتہ باقی نہیں رہے گا' بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ کشیدگی بڑھتی ہی جائے گی اور کسی نہ کسی بہانے ضرور رنگ لا کر رہے گی۔

ان تمام انفرادی واجتماعی فوائد کے پیشِ نظر' حضرت محمد ﷺ کو مدینہ کی اسلامی ریاست کے قیام کے فوراً بعد یہ ہدایت کی گئی:

ترجمہ: ''لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تو ان کو اور بابرکت کرے تو ان کو اس کی وجہ سے۔''

زکوٰۃ کے مصارف

قرآنِ مجید میں زکوٰۃ کے درجِ ذیل آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں:

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ (التوبہ: 60)

ترجمہ: ”زکوٰۃ تو صرف ان کے لیے ہے جو فقیر، مسکین اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والے ہیں اور جن کی دلداری مقصود ہے نیز گردنوں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے۔“

1- فقراء:

زکوٰۃ کے مصارف میں سب سے پہلا مصرف فقراء ہیں۔

فقراء فقیر کی جمع ہے، جس کے معنی محتاج کے ہیں یعنی ایسا شخص جو اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوسروں کا محتاج ہو۔ اور وہ اپنی آمدن سے اپنے گھر کا نظم و نسق نہ چلا سکے۔

2- مساکین:

دوسرا مصرف جنھیں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے وہ مساکین ہیں۔

مسکین سے مراد وہ شخص ہے جو کام کرنے سے معذور ہو، لیکن عزتِ نفس کے پیشِ نظر دوسروں کے سامنے سوال نہ کرے۔

3- عاملین:

ایسے ملازمین جو زکوٰۃ کی وصولی، ادائیگی، اس کے حساب و کتاب اور تقسیم وغیرہ کا کام سرانجام دیں۔ انھیں زکوٰۃ کی رقم سے تنخواہیں دی جا سکتی ہیں۔

4- تالیفِ قلب:

دل اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے خاص طور پر نو مسلموں اور ان لوگوں پر زکوٰۃ خرچ

کی جاسکتی ہے، جن کے اسلام قبول کرنے کی امید ہو۔

5- غلاموں کی آزادی:

غلاموں کو غلامی سے آزادی دلانے اور قیدیوں کو قید سے رہائی دلانے کے لیے زکوٰۃ کی رقم خرچ کی جاسکتی ہے۔

6- مقروض:

مقروض سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنا قرض اپنی کمائی سے ادا نہ کرسکیں۔ ان کا قرضہ بھی مالِ زکوٰۃ سے ادا کیا جاسکتا ہے۔

7- فی سبیل اللہ:

فی سبیل اللہ سے مراد اللہ کی راہ میں خرچ کرنا یعنی ان لوگوں کی مدد کرنا جو اللہ کی راہ میں کوشاں ہوں اور روزی کمانے کی فرصت نہ رکھتے ہوں۔ جیسے مجاہدین، اسی طرح اسلحہ اور سامانِ جنگ خریدنے میں بھی مالِ زکوٰۃ خرچ کیا جاسکتا ہے۔

8- ابن سبیل:

ابن سبیل سے مراد وہ مسافر ہیں جو سفر کی حالت میں کسی حادثاتی سبب کے باعث محتاج ہو جائیں، اگرچہ وہ اپنے گھر میں مالدار ہی کیوں نہ ہوں۔ انھیں بھی ان کی ضرورت کے مطابق زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

سوال :6- حُجّتِ حدیث پر قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیلاً نوٹ لکھیے۔ (8)

جواب : جواب کے لیے دیکھیے پرچہ 2017ء (پہلا گروپ)، سوال نمبر 6۔